بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۵

رحمتہ اللہ علیہ

حضرت غلام شبیر شاہین

سلسلہ اویسیہ کے ایک ماہِ کامل

مختصر تعارف

از

ریاض احمد خیالؔ

شعبہ نشر و اشاعت سلسلہ عالیہ اویسیہ

ایبٹ آباد (ہزارہ) پاکستان

سلسلہ اویسیہ

سلسلہ اویسیہ کی نسبت امام العاشقین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جنکے عشقِ رسول ﷺ کی اس سے بڑی اور کیا شہادت ہو گی۔ کہ حضور ﷺ کبھی کبھی فرطِ محبت میں آ کر اپنے پراہن مبارک کے بند کھول کر سینہ مبارک یمن کی طرف کر کے ارشاد فرماتے اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ (میں بوئے خدا یمن کی طرف سے پاتا ہوں) اور اپنے عاشقِ ذی شان کو اور اسکی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر فاروقؓ کو وصیت فرمائی کہ "میرا جبہ اویس قرنی کو پہنچا دینا اور ہماری امت کی بخشش کی دعا کیلئے کہنا"۔

خصوصیت

حضور قبلہ عالمؒ فرماتے ہیں۔ اَطْرُقُ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ طَرِیْقَةُ الْاُوَیْسِیَّةِ۔ سلسلہ اویسیہ کی خصوصیت بطفیل محبوبیت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ یہ ہے۔ کہ سلسلہ اویسیہ کا درود پڑھنے والا مبتدی۔ جب اویسی سلسلہ کا درود پڑھتا ہے۔ تو پہلی بار درود پڑھنے کے ساتھ ہی۔ وہ باطناً اجلاس محمدی ﷺ میں حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض حالات میں کمزوری قلب اور تزکیہ مجاہدہ نہ ہونے کی وجہ سے فوری طور پر اسکا مشاہدہ نہیں کر سکتا۔

مختصر شجرۂ سلسلہ اویسیہ

حضور پاک حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

حضرت شاہ عبد الطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ لونگ سندھی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد عارف اروڑوی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سید مولانا محمد نور الزماں شاہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت الحاج مولوی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ

حضرت محمد نور الدین اویسی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت غلام شبیر شاہین رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ اویسیہ بڑی مدت تک ظاہر طور محسوس نہ ہوا۔ اسلئے اسے ''عنقا'' سے تعبیر دیا گیا۔ جب حضرت مولانا محمد نور الزمان شاہؒ کو حضرت شاہ محمد عارف اروڑویؒ سے خلافت اویسیہ منتقل ہوئی تو سلسلہ اویسیہ کے ظاہر نشان سے دنیا متعارف ہوئی۔ جب محمد نور الزمان شاہؒ سے حضرت مولانا محمد امینؒ کو اور پھر ان سے حضرت محمد نور الدین اویسیؒ کو سلسلہ اویسیہ کی خلافت عطا ہوئی تو یہ سلسلہ روزِ روشن کی طرح ''سلسلہ اویسیہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔

حضرت غلام شبیر شاہینؒ کے مرشد

حضرت محمد نور الدین اویسیؒ جو کہ حضرت غلام شبیر شاہینؒ کے مرشد اور آقا تھے کی ذات والا تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ آسمان ولایت کے وہ مہر منیر تھے جنکے نور سے ایک جہاں منور ہوا۔ اور نائب رسول اللہ ﷺ ہونے کی حیثیت سے آپ نے وَیُزَکِّیھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ کے فریضہ کیلئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ آپ وہ پارس تھے۔ جنکی ایک توجہ اور ایک پل کی صحبت مسِ خام کو کندن بنانے کیلئے کافی تھی۔ اکملیت سے سرفراز کرنے کے بعد قبلہ عالم الحاج مولوی محمد امینؒ قطب الاقطاب نے آپ کو کشمیر

سے پاکستان بھیجا۔ جہاں ایبٹ آباد کی سرزمین کو آپ نے قیام کی سعادت سے بہرہ ور کرتے ہوئے یہاں سے سلسلہ رشد و ہدایت جاری کیا اور طالبان حق کو صحیح دینِ محمدی ﷺ سے روشناس کرا کے معرفت الٰہی میں کامل اکمل کرتے رہے۔ مروجہ طریق پیری مریدی میں در آنے والی خامیوں اور قباحتوں کی وجہ سے آپ اسے پسند نہ فرماتے۔ آپ اپنے مریدان کو سنتِ رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ''دوست'' یا ''بھائی'' کہتے اور سمجھتے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر بہت سے کتابیں تصنیف فرمائیں اور طریقت و روحانیت کے وہ سربستہ پہلو جنکو راز کہا اور سمجھا جاتا تھا۔ اور جن پر بحث کرنا شجرِ ممنوع تھا اور اگر ان پر بات کی بھی جاتی تو اشاراتی طور پر الفاظ کے گورکھ دھندہ میں اسطرح ملفوف کر کے کہ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ کو بڑے آسان فہم۔ دل نشین اور سائنٹفک انداز سے وا کیا ہے۔

آپ کی درج ذیل کتب شعبہ نشر و اشاعت سلسلہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ (۱) نور العرفان (۲) شرح منازلِ فقر (۳) حقیقتِ تصوف (۴) راہِ حقیقت (۵) علم العرفان (۶) فتنۂ مرزائیت ایک تجزیہ (۷) سیرت النبیؐ (۸) روح البیان (۹) نورِ بصیرت۔

آپ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کی تعمیل میں ۸ مارچ ۱۹۹۷ء کو واصل الی الحق ہوئے۔ آپ کا مزار مقدس ایبٹ آباد (ہزارہ) میں ہے۔ آپ کے فیض یافتگان آپ کی توجہ باطنی سے فیض اویسی کو چار دانگ عالم میں پہنچا رہے ہیں۔ اور اس سرچشمہ رشد و ہدایت سے انشاء اللہ تا ابد بندگانِ خدا فیضیاب ہو کر دعائے اویسی کی تکمیل کا موجب بنتے رہیں گے۔ آپ کی سوانح ''عرفانِ حقیقت'' کے نام سے سلسلہ اویسیہ نے شائع کی ہے۔

حضرت غلام شبیر شاہین رحمتہ اللہ علیہ

حضرت غلام شبیر شاہینؒ قبلہ وکعبہ محمد نور الدین اویسیؒ کے خلیفہ اور سلسلہ اویسیہ کے ماہِ کامل تھے۔ انکا اپنے پیر سے عشق مثالی تھا۔ وہ فنائے الشیخ کی ایک روشن مثال تھے۔ آپکا مزار چنیوٹ میں ہے۔ اور مرجع الخلائق ہے۔ انکی مرتبت اور شان کا اندازہ اس امر سے لگائیں کہ باطن میں تو جوانکو اعلیٰ وارفع مقام حاصل تھا وہ تھا ہی لیکن قبلہ وکعبہ نے ظاہر میں بھی اتنی شان دی کہ بیماری اور ضعف کے باوجود انتہائی کوشش سے ایک قلیل مدت میں آپکا مزار خود بنوایا۔۔ اور جب وہ مکمل ہوگیا تو انتہائی نقاہت اور بیماری کے باوجود طویل فاصلہ طے کر کے وہاں تشریف لے گئے اور پھر اسکے بعد جلد ہی دنیا سے رخصت ہوگئے۔

قبلہ وکعبہ اکثر فرماتے کہ دنیا میں دیگر سلاسل کے اولیاء اکرام کے روضے۔ زیارتیں۔ درگاہیں مشہور عام اور مرجع الخلائق ہیں۔ لیکن سلسلہ اویسیہ کا کوئی ظاہر نشان نہیں۔۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا روضہ نہ ظاہر ہے نہ معروف۔ اسی طرح حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائیؒ کی نسبت سے سلسلہ اویسیہ کے اولیاء سے سلسلہ اویسیہ جاری ہے۔ مگر انکی حقیقی ہیئت معروف نہیں۔۔ اب چنیوٹ میں یہ سلسلہ اویسیہ کا ظاہراً نشان ہوگا۔ جہاں سے حقیقی دین محمدیؐ کی ترویج چاردانگ عالم میں ہوگی۔ آپ نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ ایک وقت آئے گا یہاں اتنا اژدہام ہوگا کہ جگہ نہیں ملے گی۔۔ بے حدوحساب خلقِ خدا کا ادھر رجوع ہوگا۔ اور وہ یہاں سے فیض اویسی سے مستفید ہوں گے۔

قبلہ وکعبہ محمد نور الدین اویسیؒ نے فرمایا کہ حصولِ فیض کے دو

معروف طریقے ہیں۔ ایک تو آدمی حاصل کرتا ہے۔ یعنی مانگتا ہے اور پالیتا ہے۔ لیکن مانگنے میں مانگنے والے کی اپنی استطاعت اور اہلیت کا عمل دخل ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی استطاعت اور اہلیت کے مطابق مانگتا ہے۔۔ لیکن اسکے مقابلہ میں دوسرے طریقے ''عطا'' کی بات ہی اور ہے۔ کیونکہ اس میں معاملہ مانگنے والے کا نہیں بلکہ سخی کا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ تو اپنے مرتبہ شان اور اپنے حساب سے دیتا ہے۔ اور یقیناً بے حساب دیتا ہے۔۔ آپ نے فرمایا ''شبیر شاہین کا بھی یہی معاملہ تھا۔ اس نے مانگا نہیں بلکہ اس کو عطا کیا گیا۔۔ وہ ولی اکمل تھا۔ وہ اقطاب کی مجلس میں شامل تھا۔ اسکے ذمہ دین کی ترویج و اشاعت کی گئی۔''

غلام شبیر شاہینؒ عطا کے فلسفہ کی حقیقت کا بکمال ادراک رکھتے تھے۔ شیخ مسعود صاحب کو ۲۶ جون ۱۹۸۹ء کو یہ فلسفہ سمجھاتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ ''بس اتنا سمجھ میں آیا۔ کہ اگر خود مانگا جائے تو عطا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ مانگنے والے کی مانگنے کی استطاعت محدود ہے۔ لہذا اگر شہنشاہ کی اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ اپنے بے پناہ خزانوں کے منہ کھولتے ہیں۔ تو اپنے معیار کے پیش نظر عطا کا حدو حساب سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ جب وہ عطا فرماتے ہیں۔ تو بے حدو حساب! اس لئے مانگ کر اپنا نقصان ہے۔ کہ مانگنے سے جو ملتا ہے۔ وہ محدود ہو جاتا ہے۔ لہذا اپنے بازو اور ہاتھ پھیلا کر شہنشاہ کی بارگاہ میں سر جھکائے بیٹھے رہیں تو عطا کا سمندر چونکہ لامتناہی ہے اس لئے لامتناہی طریقہ سے ملتا بھی ہے۔''

غلام شبیر شاہینؒ کے آباؤ اجداد چنیوٹ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو غلام رسول صاحب جو ایک فقیر منش آدمی تھے کے گھر پیدا ہوئے۔۔ اپنی تعلیم امتیازی حیثیت سے مکمل کرنے کے بعد آپ نے بحیثیت

لیکچرار کیمسٹری پانچ سال تک اسلامیہ کالج چنیوٹ اور اسلامیہ کالج سول لائن لاہور میں فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۹۶۸ء میں ایمپلائمنٹ ووچر سکیم کے تحت انگلینڈ چلے گئے۔ پہلے وہ شفیلڈ میں اقامت گزین ہوئے ۱۹۷۴ء میں وہاں سے بلیک برن آ گئے۔ اور اسی کو اپنا مستقل مسکن بنایا۔۔آپ وہاں زیادہ عرصہ تدریس کے پیشہ سے منسلک رہے۔ صحافت سے بھی شغف تھا۔ اسی دوران ایجوکیشنل ایڈوائزر اور اعزازی مجسٹریٹ کے قابل عزت عہدوں پر بھی فائز رہے۔ غلام شبیر شاہینؒ کی گھٹی میں شروع ہی سے عشقِ رسولؐ پڑا ہوا تھا۔ طریقت وروحانیت سے لگاؤ اور دلچسپی اور حقیقت کی جستجو وتلاش بھی ابتدا سے تھی۔ اور اسی طلبِ صادق نے انہیں محترم محمد بشیر صاحب کے ذریعہ سلسلہ اویسیہ کے مہر منیر قبلہ وکعبہ محمد نورالدین اویسیؒ تک پہنچا دیا۔ اور پھر انہوں نے اپنا سب کچھ انکے سپرد کر دیا۔ آپ فنائے الشیخ کی ایک اعلیٰ ورافع مثال تھے۔ آپ سمجھتے تھے کہ سب کچھ فنائے الشیخ ہی ہے۔ اسلئے آپ اپنے آقا کے حضور التجا کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''مجھے حُب پیر مل جائے۔ تو میرا مقصدِ حیات پورا ہو جائے۔ آپ کی خوشنودی کی مجھے سخت ضرورت ہے۔ یہ خوشنودی حاصل کرنا میرے لئے ناممکن ہے۔ حبِ پیر اور خوشنودیءِ پیر بھی صرف اور صرف عطا ہو تو ہی ممکن ہے۔ یہ تو اعجازِ عطا ہے۔ میں حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ بھیک کی صورت میں حبِ پیر کی عطا کا ملتجی ہوں۔''

ایک اور بار دل کی یہی التجائیں اور آرزوئیں الفاظ کا یوں روپ دھارتی ہیں ''میرے بزرگ ومحترم پیر صاحب! مجھے آپ کی ''حب'' عطا ہو۔ تو میں اپنے آپ کو انتہائی خوش قسمت تصور کروں گا۔۔۔۔۔۔ میرے مرشد صاحب! مجھے براہ کرم ''حُبِ پیر'' سے مالا مال فرما دیں۔ میری جھولی میں اس جنس کی خیرات ڈال دیں۔ تو میری فلاح ہو گی۔''

اور یہ حقیقت ہے کہ دعا کی توفیق کا اجابت سے قریبی تعلق ہے۔

فرماتے ہیں ''پیر محترم! یہ حقیقت میرے روئیں روئیں میں، میرے خون کے ذرے ذرے میں رچی بسی ہے۔ کہ ''عطا'' محض اور محض شیخ مکرّم کی ''خوشنودی'' سے ہی عطا ہوتی ہے۔ سائل کا کام درِدولت پر آ کر دامن پھیلا کر اظہار، طلب کرنا ہے۔ اسکے دامن میں کب، کتنا اور کیسے ڈالا جاتا ہے؟ اس سے مطلق بے خبر ہوتا ہے۔''

لیکن جب طلب صادق ہو۔۔ طالب غلام شبیر شاہینؔ ہو۔۔ عطا کرنے والے محمد نور الدین اویسیؒ ہوں۔۔ تو ''عطا'' سے مطلق بے خبر بھی نہیں رہا جاتا۔ بلکہ کچھ کچھ اندازہ ہو جاتا ہے۔ غلام شبیر شاہینؔ کی زبانی اس کا احوال سنتے ہیں آپ فرماتے ہیں۔ ''میں تو اپنے آقا و مولا کے جود و کرم کو دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہوں۔ کہ وہ کون سی گھڑی تھی۔ کہ میں آپ کی بارگاہ سے وابستہ ہوا۔ کہ میری تقدیر کو پھر سے لکھ ڈالا گیا۔''

اس جود و عطا پر غلام شبیر شاہینؔ خود حیران ہو کر پکار اُٹھتے ہیں۔'' یہ کہیں میرا خواب اور وہم تو نہیں۔ کہ مجھ جیسا کمزور، بے وقعت، غلط کار اور ناکارہ انسان اسقدر انعامات سے بھی نوازا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ میرا شہنشاہ عظیم ہے۔ انکی عطا، کرم اور انکی سخا میں کوئی کلام نہیں۔ بے یقینی اور confusion ہوتی تو لینے والے کی کوتاہ دامنی اور سیاہ کاری کی وجہ سے! اور پھر اس بات پر کہ جب شہنشاہ دستِ کرم دراز فرماتے ہیں تو وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کس کی جھولی میں کیا ڈالا جا رہا ہے۔ بے پایاں کرم کی بارش تو شہنشاہِ مکرم کی صفت ہے۔ اس صفتِ جود و عطا میں میرا آقا و مولا یکتا ہے۔ تو پھر اپنی کوتاہ دامنی کا خیال جھٹک کر مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہوں۔''

اس حیرانی کے ساتھ ساتھ اپنی خوش بختی پر نازاں ہو کر فرماتے

ہیں۔" میں جب اکیلا بیٹھتا ہوں۔ تو سوچتا ہوں اپنی خوش بختی کی بابت! کہ مجھے (اپنے احباب کے ہمراہ) اس کائنات کے مالک، حاکم وقت، اولی الامر سے ان نوازشوں کے طفیل نسبت خاک پا عطا ہے۔ جس میں کائنات کی پوری دولتیں شامل ہیں۔ میرے آقا! آپکے کرم میں کیا شک!"

شیخ مسعود صاحب کو بھی یہ بات سمجھاتے ہوئے حقیقت و معرفت کے کئی باب چند لفظوں میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔" میں اپنے مالک، اپنے شہنشاہ کے مقام کا ہرگز ادراک نہیں کر سکتا۔ کہ میرا شہنشاہ ماوراء ادراک ہستی ہے۔ وہ نائب رسولؐ ہیں۔ وہ حضورؐ کے نہایت ہی منظورِ نظر شہنشاہ ہیں۔ جنکے در سے عطا ہی عطا ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اپنے مولا و آقا کی غلامی کا پٹہ تو ہمارے گلے میں ہے۔ اس پٹے کی لاج ضروری رکھی جائیگی۔ یہ پٹہ ہی نسبتِ پیر ہے۔ اللہ کرے ہم سب کیلئے وہ دن آئے کہ ہماری پہچان صرف اور صرف اپنے آقا و مولا کی نسبت سے ہی ہو۔ اور میں جہاں بھی ہوں۔ ہر طرف سے یہی صدا بلند ہو کہ یہ ہے شہنشاہ دو عالمؐ اور اپنے آقا و مولاؒ کا غلام! کہ غلامی کی نسبت کا چرچا ہو۔"

آپ نے اس جود و عطا پر اپنے آپ کو تبلیغ و ترویج دین محمدیؐ کیلئے وقف کر رکھا تھا۔ انکا مشاہدہ اور کشف بڑا زبردست تھا۔ انکی بات القائی ہوتی تھی۔ انکی توجہ بڑی پُر اثر تھی۔ ماضی قریب اور حال کے واقعات سے انتخاب بڑا مشکل ہوتا ہے۔ پھر بھی مثالاً تحریر ہے۔ کہ ایک انتہائی مختصر محفل میں آپ تاریخ اسلام کے زریں دور کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ تو محفل میں موجود ایک عورت (مصلحتاً نام نہیں لکھا) کو انکا مشاہدہ شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب آپ فتح مکہ کے بعد حضرت بلالؓ کے خانہ کعبہ کی دیوار (چھت) پر چڑھ کر اذان دینے کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو اس نے اچانک خانہ کعبہ اور اس پر

حضرت بلالؓ کو دیکھا۔ جب آپ واقعات بیان کرتے۔ وہ دیکھنے لگتی جب رکتے تو مشاہدہ رک جاتا۔ اور اس دوران وہ چھوٹے موٹے ضروری کام بھی سرانجام دے رہی ہے۔ اس محفل میں آپ نے اسے دیگر مشاہدات کے ساتھ ساتھ لوح محفوظ کی زیارت۔ مقام محمدیؐ کی وضاحت۔ عرش بریں۔ عرش پر موجود انبیاء و صالحین۔ المختصر ان گنت حالات کے مشاہدے کرا دیئے۔

غلام شبیر شاہینؒ ایک برہنہ تلوار تھے۔ وہ نہ جھجکتے تھے اور نہ کسی سے ڈرتے تھے۔۔ بڑی حساس اور جذباتی طبیعت پائی تھی۔۔ ایک دفعہ ہسپتال میں زیر علاج تھے۔۔ وہاں آپ نے ایک مریض بڑا مغموم اور روہانسا دیکھا۔ پوچھا کیا پریشانی ہے؟ اس نے اپنی پریشانی اور مغمومیت کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ میڈیکل بورڈ نے میرا چیک اپ کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ تمہیں کینسر ہے۔۔ انہوں نے تین دن کے بعد دوبارہ آنے کا کہا ہے۔ کہ تب وہ حتمی فیصلہ (Final Decision) دیں گے۔۔ اسکی پریشانی اور بے چارگی دیکھ کر شاہین صاحب جوش میں آ گئے۔۔ آپ نے فرمایا تمہیں کوئی کینسر نہیں۔۔ آپ نے اسے درود شریف پڑھایا اور کہا کہ گھر جا کر بکثرت پڑھنا۔ اللہ کرم کرے گا۔ ایک ولی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کب جھوٹے۔ خطا ہو سکتے ہیں۔۔ تین دن کے بعد فائنل چیک اپ کیلئے وہ آیا۔ تو بورڈ نے Declare کیا کہ تم بالکل تندرست ہو۔۔ ایسے لاتعداد واقعات بیان کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن سلسلہ اویسیہ میں ناسوتی کرامات کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ حقیقی فقیری کا تعلق عالم ناسوت سے نہیں بلکہ عالم ملکوت سے ہے۔

قانون فطرت ہے۔۔ ارشاد ربانی ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ

الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمٰوٰتِ ط (پارہ۲ سورۃ ۲ آیت ۱۵۵)۔۔خواص کیلئے یہ تکالیف اور آزمائشیں بلندی مراتب کا پیام ہوتی ہیں۔۔شاہین صاحب بھی عارضہ ءقلب میں مبتلا ہوئے۔ڈاکٹروں نے دل تبدیل کرنے کا مشورہ دیا۔مرضیٔ محبوبِ حقیقی جان کر اسے گلے لگالیا۔۔لیکن یہ تکلیف آپکی تبلیغ میں حائل نہ ہوئی بستر علالت پر بھی جب ہسپتال میں داخل ہوتے۔تو تب بھی اپنے مشن کو فراموش نہ کرتے۔۔اس کے ساتھ ساتھ اپنے محبوب و آقا قبلہ و کعبہ محمد نورالدین اویسیؒ کی تکالیف اور بیماریوں کا سن کر تڑپ اٹھتے۔اسکا یہی حل سوچا۔حالانکہ یہ قبول کب ہوتا؟لیکن انکے خلوص اور عشق کی انتہا کا آئینہ دار ہے۔وہ عرض پرداز ہیں۔"میرے شہنشاہ و مولا!اللہ تعالیٰ سے میری پرزور دعا ہے۔کہ یہ تکالیف،یہ عوارض مجھے مل جائیں۔اور آپکو تندرستی،صحت اور آرام وسکون ملے۔۔۔۔۔۔میرے آقا!آپ کی بے خوابی۔آپ کے جسم کی تکالیف۔آپکا بلڈ پریشر براہ کرم مجھے عطا فرمادیں۔اور جان کا ہدیہ حاضر ہے۔اے میرے مالک و آقا!میری عمر اور جس قسم کی بھی صحت ہے وہ لے لیجئے اور میرے محسن و غمگسار آقا کو درازی عمر اور صحت و تندرستی عطا فرمائیے۔کہ آپ کی ضرورت پوری کائنات کو ہے۔اور اس کائنات میں بھی شامل ہوں۔آپ کی ذات بابرکات و باصفات کا سایہ ہم سب پر رہا تو ہم کامران رہ سکتے ہیں۔"

ایک مرد کامل کیلئے موت ایک اختیاری چیز ہوتی ہے۔بہرحال وہ مرضیءِ الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہے۔۸ فروری ۱۹۹۴ء کو قبلہ و کعبہ محمد نور الدین اویسیؒ کو لکھتے ہیں۔"بیماری کے اس طویل دور میں آپ کی ذات بابرکات کا سہارا شامل رہا ہے۔تو اس دباؤ کو بالکل محسوس نہیں کرسکا۔اور نہ ہی کوئی غم،نہ ہی کوئی فکر بلکہ میری زندگی کا مقصد کا حصول صرف اور صرف آپ

کی ذات والا صفات کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کر کے ہی ممکن ہے ---- براہ کرم اپنی خریت سے مطلع فرمائیں۔ اور میری کوتاہیوں پر صرفِ نظر فرما کر مجھے ابدی وازلی مقصد کے حصول میں کامرانی کے ساتھ یہاں سے رخصت فرمادیں۔ کہ میں روزِ محشر حضورؐ کی بارگاہ میں شرمسار نہ ہو پاؤں۔"

عین عیدِ قربان کے روز ۱۰ ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۱ مئی ۱۹۹۴ء بوقت سواتین بجے یہ ولی اکمل۔ عاشقِ صادق واصل الی الاصل ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ کی میت پاکستان لائی گئی۔ اور اپنے آبائی شہر چنیوٹ میں مدفون ہوئے۔ قبلہ وکعبہ محمد نورالدین اویسیؒ نے فرمایا کہ شاہین صاحب کی وفات سے ایک نیا باب کھلا۔ انکی وفات، پھر انکی میت کا یہاں لایا جانا یہ سب باطنی سسٹم کے تحت ہی تھا۔

ایک دفعہ راقم الحروف نے قبلہ وکعبہ سے یہ پوچھا کہ جناب شاہین صاحب کو اتنے اعلیٰ مراتب سے نوازے جانے کی کیا وجہ تھی!۔ جبکہ سلسلہ میں بڑے بڑے قد آور اور ان سے سینئر احباب موجود ہیں۔ پھر ایسے احباب بھی ہیں جنکی خدمات سلسلہ کیلئے بڑی ہیں۔ قبلہ نے یہ سن کر توقف کیا۔ اور کہا بتاؤں شاہین صاحب کو یہ مراتب کیوں عطا کیے گئے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں اسی لئے تو عرض کی ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ "اسکے عشق کی وجہ سے!"

انکے مراتب عالیہ اور جلیلہ کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا جا سکتا ہے۔ لیکن نہ اس مختصر کتابچہ میں اسکی گنجائش ہے۔ اور شاید نہ ہی زمانہ ایسے واقعات اور کیفیات سننے کا متحمل ہو۔ اور پھر آدابِ طریقت بھی انکے بیان کرنے میں مانع ہیں۔

؎ عجب دردیست از دل اگر گویم زبان سوزد
وگر در کشم ترسم کہ مغز واستخواں سوزد

سلسلہ اویسیہ کے ورد و وظائف

سلسہ اویسیہ میں ارشادِ باری تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْماً o کی تعمیل میں۔ درود کی اہمیت وفضیلت کے پیش نظر سوائے درود شریف کے اور کوئی وظیفہ مقرر نہیں۔

درود اویسی:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا یَا مُحَمَّدُ نِ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ ۔ جو کہ حضرت خواجہ اویس قرنیؒ کو آقائے دو جہاں ﷺ سے ارشاد ہوا یا بالفاظ دیگر حضرت خواجہ اویس قرنیؒ نے اجلاس محمدی ﷺ میں حاضری پر پڑھا۔ سلسلہ اویسیہ میں مریدین کو یہی درود اویسی گیارہ سو مرتبہ بمع بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ روزانہ پڑھنے کیلئے دیا جاتا ہے۔ صبح یا عشاء کی نماز کے بعد۔ یا جو وقت فراغت کا ملے۔ اُس میں روضہ رسول اللہ ﷺ کے تصور کے ساتھ مراقبہ کی تلقین کی جاتی ہے۔ تا کہ انوار وتجلیات کو محسوس۔ مشاہدہ کیا جا سکے۔ مخصوص حالات کے پیشِ نظر محدودے چند افراد کو سلسلہ کے دیگر درود ارشاد کئے جاتے ہیں۔

ختمِ اویسیہ:

(۱) درود شریف (اویسی)	ایک سو بار
(۲) سورۃ فاتحہ	گیارہ بار
(۳) آیت الکرسی	تین بار
(۴) سورۃ الکافرون	سات بار

(۵) سورۃ اخلاص	ایک سو بار
(۶) سورۃ الفلق	سات بار
(۷) سورۃ الناس	سات بار
(۸) درود شریف	ایک سو بار

(اگر وقت کی قلت ہو تو نمبر ۵ اور ۸ گیارہ بار بھی پڑھے جا سکتے ہیں)

پڑھ کر دعا کریں۔ ''اس کلام پاک کا ثواب۔ اور جو کچھ قرآن پڑھا۔ نیاز دی اسکا ثواب بروح مقدس حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے۔ آپکے طفیل آل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ ازواج حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ ذریات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ اجداد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ والدین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ اصحاب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ خصوصاً بہ ارواح پاک حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام۔ چار یاران باصفا رضی اللہ عنہم۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ حضرت شہید غازی رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت شاہ لونگ سندھی رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت شاہ محمد عارف اروڑوی رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت شاہ مظفر رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا محمد نور الزمان شاہ رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت الحاج مولوی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت محمد نور الدین اویسی رحمتہ اللہ علیہ۔ غلام شبیر شاہین رحمتہ اللہ علیہ اور سلسلہ کے جملہ بزرگوں۔ ان کے والدین اور جملہ ارواح کو اس کا ثواب پہنچے۔

برحمتک یا الرحم الرحمین.''

مزار شریف اور اسکے جملہ انتظامات

جناب غلام شبیر شاہین رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کی تعمیر کا کام قبلہ و کعبہ محمد نور الدین اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق محترم چودہری محمد عالم صاحب جو قبلہ و کعبہ کے ایک دیرینہ مرید اور صاحبِ مشاہدہ فقیر ہیں۔ کی زیر نگرانی ہوا۔ انہیں غلام شبیر شاہین رحمتہ اللہ علیہ کے بھائی محمد شہباز صاحب اور انکے دیگر اعزا و اقربا کی معاونت حاصل رہی۔ جبکہ مالی تعاون بذریعہ محترم محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی خلیفہِ محمد نور الدین اویسی رحمتہ اللہ علیہ انگلینڈ کے احباب نے کیا۔

دربار کے جملہ انتظامات چودہری محمد عالم صاحب بحثیت منتظم اعلےٰ سرانجام دیتے ہیں۔ وہ حق کے متلاشیان کو درود اویسی عطا کرتے ہیں۔ اور طریقت و روحانیت میں انکی راہنمائی فرماتے ہیں۔ اور اسطرح سلسلہ اویسیہ کی تبلیغ و ترویج میں مصروف و مشغول ہیں۔

دربار شریف پر سال میں دو دفعہ عرس ہوتا ہے۔ ایک حضرت غلام شبیر شاہینؒ کا اور دوسرا ۲ رجب کو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا۔ علاوہ ازیں ہر قمری ماہ کی گیارہ تاریخ دن سہ پہر دربار شریف پر ختم اویسیہ پڑھا جاتا ہے۔ اور اسکے بعد نیاز تقسیم ہوتی ہے۔